بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بہ فیض حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ

رزقِ حلال کی اہمیت اور فضیلت

مؤلف: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی، مالیگاؤں

برائے ایصالِ ثواب: بزرگانِ خاندانِ رضویہ
ومرحوم عبدالکریم مقادم

بہ موقعِ رسمِ مناکحت احمد رضا ابن نثار احمد انصاری

سلسلۂ اشاعت نمبر / سنہ اشاعت ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۂ دوستی، ۸۴۲، رکمال پورہ، مالیگاؤں (ناسک)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس خاکدانِ گیتی پر بسنے والا ہر انسان اپنی گھریلو ضروریات پوری کرنے کے لیے شب و روز دوڑ دھوپ کرتا ہے اور بڑی محنت و مشقت سے اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ بھرنے کے لیے روزی روٹی کماتا ہے۔ اگر وہ یہ تمام کام احکامِ الٰہیہ اور سنتِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء کے مطابق انجام دے تو یہ سب عبادت بن جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ان امور میں اسلامی ضابطوں کی پابندی نہ کرے اور انہیں توڑتے ہوئے ناجائز طریقے اختیار کرتے ہوئے یا معاشی جدوجہد کے نام پر دوسروں کے حقوق مارنا شروع کر دیتا ہے تو یہی کوشش اس کے لیے آخرت میں رسوائی کا سامان بن سکتی ہے۔ ہماری عام زندگی میں پیٹ ہماری توجہ اور ہماری بنیادی جدوجہد کا مرکز ہوتا ہے۔

اسے بھرنے کے لیے ہم سبھی دن رات کام کرتے ہیں، خوب جدوجہد کرتے ہیں اور ایسی روزی کمانے کی کوشش کرتے ہیں جو اللہ کے حکم کے مطابق یعنی جائز اور درست ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جائز روزی کمانا کسی بھی انسان کے لیے مشکل یا ناممکن نہیں ہے، کیوں کہ پروردگارِ عالم نے ایک طرف انسان کو تخلیق فرمایا تو ساتھ ہی اس کی روزی کے وسائل بھی پیدا فرما دیے اور اس کے لیے ایسی سہولیات مہیا کر دیں کہ انسان عملی کوشش کر کے اس دنیا میں اپنا وجود برقرار رکھ سکتا ہے۔

راتوں رات دولت مند بن جانے کی دوڑ نے انسان سے اس کا سکون چھین لیا ہے۔ آج آپ دیکھیے کہ اس بے قراری اور دوسروں سے آگے نکل جانے کی خواہ مخواہ کی خواہش نے لوگوں کی آمدنیوں اور ان کی روزیوں میں سے برکت ختم کر دی ہے۔ کیا یہ کھلی ناسمجھی نہیں ہے کہ انسان نے اپنی اچھی خاصی اور پُرسکون زندگی کو اپنی حرکتوں کی وجہ سے بے سکون کر دیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ موجودہ حالات کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔

آج کل ایسا ہو رہا ہے کہ دنیا میں رہنے والے بیشتر انسانوں نے اپنی ترقی اور خوش حالی کا پیمانہ یہ مقرر کر لیا ہے کہ وہ کسی بھی طرح یعنی ناجائز طریقے استعمال کرتے ہوئے اپنے اور اپنے اہل

وعیال کے لیے زیادہ سے زیادہ آسائشیں حاصل کرے، مال و دولت جمع کرے اور اپنے گھر والوں کی گود میں دنیا بھر کے خزانے لاکر ڈال دے، تاکہ اس کے زیرِ کفالت لوگ خوش ہو جائیں۔

وہ کسی نہ کسی طرح اپنے تمام گھر والوں کی ہر جائز و ناجائز فرمائش پوری کرنے کے لیے تیار رہتا ہے اور اس معاملے میں کبھی پیچھے ہٹتا نظر نہیں آتا۔ اگر دیکھا جائے تو اپنے لیے، اپنے بیوی بچوں یا اپنے ماں باپ اور چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے روزی کمانا اور ان کے آرام و آسائش کے لیے جدو جہد کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔ لیکن اگر یہ ساری جدو جہد اور کوشش ایک حد میں ہو تو ٹھیک ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انسان اپنے پیاروں کے لیے دولت کے حصول میں پاگل ہو جائے اور ان کے لیے آسائشیں حاصل کرنے کے لیے ہر حد سے گزر جائے اور اپنی زندگی کو اس دنیا میں بھی جہنم بنا لے اور آخرت میں بھی اپنے لیے ناکامی اور رسوائیاں خرید لے۔

قرآن مجید میں صاف صاف بتایا جا رہا ہے کہ ہماری یہ اولادیں، یہ بیوی بچے ہمارے لیے آزمائشیں ہیں۔ یعنی پروردگارِ عالم نے ہمیں ان سے نواز کر ہمارا امتحان لیا ہے۔ اگر ہم اس امتحان میں پورے اترے یعنی ہم نے ان کی صحیح تربیت کی اور انھیں حلال روزی کھلائی تو آخرت میں کامیابی ہوگی، لیکن اگر ہم نے اس اولاد کی تربیت پر توجہ نہیں دی اور اس کے لیے حلال و حرام کی تمیز نہ رکھی تو پھر اپنی اس آزمائش یعنی اہل وعیال کے معاملے میں ہم ناکام ہوں گے اور پھر اس کی سزا سے ہمیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔

اگر ہم اولیائے کرام کے طور طریقوں اور طرزِ زندگی پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے ہر ایک اپنی مشکل میں دوسروں کا حقیقی مرشد تھا۔ اس لئے وہ تقویٰ اور زبردست ارادوں سے کام کرتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اکثر مقامات پر بھی حرام سے محفوظ فرمایا جس کی جانب ان کا خیال بھی نہ گیا۔ ان میں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک شخص نامعلوم حرام کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو ان پر رعشہ طاری ہو جاتا، دھڑکن تیز ہو جاتی جس سے معلوم ہوتا کہ وہ حرام ہے اور وہ فوراً اس سے رک جاتا۔ ایک اور بزرگ نے غلطی سے حرام لقمہ منہ میں رکھ لیا اور بڑی دیر

چباتے رہے مگر حلق سے نیچے نہ اتر سکا۔ اسی طرح ایسے بھی لوگ تھے کہ اگر معلوم ہو جاتا کہ حرام لقمہ پیٹ میں بلا ارادہ چلا گیا ہے تو معلوم ہونے پر پیٹ کو فوراً خالی کر دیتے اور اس لقمے کو باہر نکال دیتے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ آپ نے اپنے ایک غلام کی اس کمائی سے خریدے کھانے سے کچھ تناول فرمایا جو اسے زمانۂ جاہلیت میں کہانت سے حاصل ہوئی تھی اور آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دودھ نوش فرمایا جس کے بارے میں معلوم نہ تھا کہ یہ زکوٰۃ کے اونٹوں کا ہے۔ ان دونوں حضرات کو جونہی حقیقت کا علم ہوا منہ میں انگلی ڈال کر اس طرح قے کر دی کہ معدے میں کوئی چیز باقی نہ رہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ لقمہ حرام سے فوراً بچنا اور دور بھاگنا اسلام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے رزقِ حلال کے بے پناہ فضائل بیان فرمائے ہیں اور ساتھ ہی رزقِ حرام کی برائیاں اور ان کے نقصانات سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ ذیل میں چند احادیث پیشِ خدمت ہیں:

صحیح بُخاری شریف میں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ کے نبی داوٗد علیہ الصلاۃ والسّلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے۔“

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بھی اُسی کا حُکم دیا ہے جس کا رسولوں کو حکم دیا اُس نے رسولوں سے فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا۔ اے رسولو! پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ اور مؤمنین سے فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ !اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا اُن میں پاک چیزوں سے کھاؤ۔ پھر بیان فرمایا کہ ایک شخص طویل سفر کرتا ہے جس کے بال پریشان ہیں اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اُس کی حالت ایسی ہے کہ جو دُعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یارب یارب کہتا ہے (دُعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام پینا حرام

لباس حرام اور غذا حرام پھر اُس کی دُعا کیونکر مقبول ہو۔(یعنی اگر قبول کی خواہش ہو تو کسب حلال اختیار کرو کہ بغیر اس کے قبول دُعا کے اسباب بیکار ہیں)۔"

صحیح بُخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے حلال سے یا حرام سے۔

ترمذی ونسائی و ابن ماجہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو تم کھاتے ہو اُن میں سب سے زیادہ پاکیزہ وہ ہے جو تمھارے کسب سے حاصل ہے اور تمھاری اولاد بھی منجملہ کسب کے ہے۔(یعنی بوقت حاجت اولاد کی کمائی سے کھا سکتا ہے) ابو داؤد و دارمی کی روایت بھی اسی کی مثل ہے۔

امام احمد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ مال حرام حاصل کرتا ہے۔اگر اُس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اُس کے لئے اُس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم کو جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالیتں خراب) اللہ تعالیٰ بُرائی سے برائی کو نہیں مٹاتا ہاں نیکی سے بُرائی کو محو فرماتا ہے بے شک خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔

امام احمد و دارمی و بیہقی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا جو گوشت حرام سے اُگا ہے جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی ابتداءً) اور جو گوشت حرام سے اُگا ہے اُس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو حرام کھانے سے بڑھا ہوا ہو اور ہر وہ گوشت جو حرام خوری سے بڑھا ہو دوزخ اس کے ساتھ زیادہ لائق ہے۔

ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ

حلال اور حرام کا خیال رکھنا بڑی اہم بات ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور اس کی ذات کی تعظیم کا اظہار کرتی ہے۔اس لیے انسان کی ہر وہ کوشش جو وہ حلال کمانے اور حرام سے بچنے کے لیے کرتا ہے وہ ایک خاص رنگ کی عبادت ہے کیونکہ مسلمان کی جانب سے محرمات، مصائب اور آزمائشوں پر صبر اور ثبات سے مقابلہ کرنا "سلبی عبادت" ہے اور رزق حلال کے لئے کوشش بھی بالکل اسی طرح عبادت میں شامل ہے۔اس بات پر اللہ تعالیٰ کے اس مقدس فرمان کی روشنی میں غور فرمائیں: إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (سُورَۃُ فَاطِر ۱۰) (اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتے ہیں) اس آیت میں اس بات کی صراحت ہے کہ مبارک کلمات جیسے حمد، تسبیح، تکبیر اور درود شریف کو اعمال صالحہ کے علاوہ کوئی شے حق تعالی سبحانہ تک نہیں پہنچاتی۔اس لیے عبادت کی دونوں قسمیں خواہ وہ نماز، زکوٰۃ اور روزہ یا ترک ہو جیسے حرام سے پختہ عزم کے ساتھ بچنا، ان میں ایک ایسا پر ہے جس سے پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں۔اس لیے اس بات کو معمولی نہ سمجھنا چاہیے اور ہم پر لازم ہے کہ حلال کی طلب اور حرام سے بچنے کے لیے پوری پوری سعی اور کوشش کریں۔

کھانے میں حلال حرام کی تمیز اور ناجائز چیزوں کو جائز چیزوں کے ساتھ خلط ملط نہ کرنے اور اس بارے میں حساسیت کے ساتھ کام کرنے میں عبادت جیسا ثواب ہے۔مثال کے طور پر انسان کے علاج میں استعمال ہونے والی چیزوں کے اجزا کی حلت کا خیال، غذائی چیزیں خریدتے وقت حلال کا خیال رکھنا اور قصائی سے گوشت خریدتے وقت شرعی ذبیحے کا یقین کرنا اور کمانے میں حلال کا خیال رکھنا انسان کو روحانی ترقی پر پہنچاتا ہے۔جبکہ اس بارے میں اپنے ارادے کا حق ادا نہ کرنے اور ان امور کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے اس کی روحانی زندگی بجھتی چلی جائے گی اور اس کے روحانی لطائف مرتے چلے جائیں گے اور اس کی ہلاکت کا سبب بن جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ أَكّٰلُونَ لِلسُّحْتِ (سُورَۃُ

الْمَائِدَۃ ۴۲)(یہ جھوٹی باتیں بنانے کے لئے جاسوسی کرنے والے اور حرام مال کھانے والے ہیں) میں ایک ایسے طبقے کی تصویر پیش کی گئی ہے جو حرام کھاتا ہے جبکہ بعض احادیث شریفہ میں آیا ہے کہ انسان کی عبادت اور اطاعت بلکہ اس کی دعا بھی اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک اس کی رگوں میں رزق حرام یعنی "السحت" دوڑ رہا ہو جیسے کہ مندرجہ بالا آیت میں ارشاد ہوا ہے۔مثلاً ایک حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ سے مروی ہے کہ: "جو شخص حرام کا ایک لقمہ کھائے گا اس کی نماز چالیس روز تک قبول نہ ہوگی، چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہ ہوگی اور حرام سے بننے والا گوشت آگ ہی کے قابل ہے جبکہ حرام کا ایک لقمہ بھی گوشت بناتا ہے"۔(مسند الدیلمی ۳/۵۹۱)

حرام خور کا انجامِ بد

امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے جو حرام کے منفی اثرات کو بیان کرتی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حلال چیزیں کھانے کا حکم فرمایا ہے اس کے بعد فرمایا: "ایک آدمی طویل سفر کرتا ہے، بکھرے بال اور پراگندہ حالت، آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرتا ہے اور دعا کرتا ہے اے میرے رب، اے میرے رب، جبکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کی نشو ونما حرام سے ہوئی ہے تو پھر اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟(مسلم، الزکاۃ ۶۵، الترمذی، التفسیر ۳)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ "جب آدمی حلال نفقے سے حج کے ارادے سے نکلتا ہے اور پاؤں رکاب میں رکھتا ہے اور "لبیک اللھم لبیک" کی صدا لگاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی اس کو آواز دیتا ہے: "لبیک وسعدیک" (تیرا آنا مبارک اور قبول ہے) تیرا زادِ راہ حلال ہے، تیری سواری حلال ہے اور تیرا حج مقبول ہے جس میں کوئی گناہ نہیں اور جب کوئی حرام نفقہ ساتھ سے کر نکلتا ہے اور پاؤں رکاب میں رکھ کر "لبیک" کی صدا لگاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی اس کو آواز دیتا ہے۔"لا لبیک ولا سعدیک" (تیرا آنا مبارک ہے نہ قبول) تیرا زادِ راہ حرام ہے، تیرا خرچہ حرام ہے اور تیرا حج غیر مقبول ہے"۔(الطبرانی، المعجم الاوسط ۵/۲۵۱)

جی ہاں! کیا ایسے انسان کی دعا قبول ہو سکتی ہے جس کا کھانا، جس کا پینا، جس کی سواری اور جس کا لباس حرام ہو اور اس کی پرورش حرام سے ہوئی ہو۔کیا اس کا حج قبول ہو جائے گا جبکہ وہ سرتاپا حرام میں غرق ہے؟ اس قدر حرام میں ڈوبا شخص "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ، لبیک اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ!" (حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اور تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری حمد، نعمت اور حکومت تیری ہے۔تیرا کوئی شریک نہیں ہے) کی صدا کب لگا سکتا ہے! اور اگر وہ یہ صدا لگا بھی لے تو کیا وہ اعمال گندے چیتھڑے کی طرح اس کے منہ پر نہ مار دیئے جائیں گے؟ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رزق حلال سے پرورش اور حلال کے دائرے میں رہ کر زندگی گزارنے کی کس قدر اہمیت ہے تاکہ اس کی وجہ سے ہماری عبادات کو اللہ کے حضور پیش کیا جاسکے۔اسی جانب سوال میں مذکورہ آیت شریفہ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۵۱) اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔جو عمل تم کرتے ہو میں اس سے میں واقف ہوں) میں بھی اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ رزق حلال سے انسان کی پرورش اس کی عبادت اور اطاعت کے قبول ہونے میں زبردست اور حقیقی اثر رکھتی ہے۔

ایک اور بات یہ ہے کہ: رزق حلال کھانے کا حکم کئی آیات میں آیا ہے۔ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان سب سے پہلے حلال کو تلاش کرنے کی کوشش کرے کیونکہ ہر حلال اپنے جیسی دوسری چیزوں کی طرف لے کر جاتا ہے اور ہر حرام اپنے جیسے دیگر حرام کاموں کی طرف لے کر جانے کا سبب بنتا ہے۔اس لیے ہر شے اپنی جیسی دیگر چیزوں کی طالب ہوتی ہے جو اسی جیسی ہوں اور اس کی صفات سے متصف اور اس کے لیے لازمہ کی حیثیت رکھتی ہوں۔اسی طرح ہمارے تصرفات اور اعمال اور حرکتیں بھی اپنی جیسی چیزوں کے پیچھے چلتی ہیں۔ایک آیت کریمہ بتاتی ہے کہ گندے لوگ اپنے مزاج کی وجہ سے گندی چیزوں کو تلاش کرتے ہیں جبکہ پاکیزہ لوگ اپنی فطرت کی وجہ سے اچھی چیزوں کے پیچھے جاتے ہیں۔(سورۃ النور ۲۶) پس آپ کہہ سکتے ہیں:

صفائی، طہارت، خوبصورتی اور اچھائی، دیگر اچھی چیزوں کی جانب لے جاتی ہیں جبکہ برائیاں، میل کچیل اور خباثت، ہمیشہ بری چیزوں کو ہی تلاش کرتی ہیں۔ اس لیے جب انسان حلال کو تلاش کرتا اور اس بارے میں سعی کرتا ہے تو وقت گزرنے ساتھ ایک ایسا دائرہ وجود میں آتا ہے جس کا ماحول خیر کا ہوتا ہے اور انسان اس ماحول میں اپنی زندگی گزارتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے آغاز سے ہی حلال اور حرام میں باریک بینی کے ساتھ تمیز کرنا بہت ضروری ہے۔

حرام کا پھیلاؤ اسے قطعاً جائز نہیں بناتا

افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اس زمانے میں حلال اور حرام کا کا اختلاط اور عام طور پر اس سے نہ بچنا ایک حقیقت ہے جبکہ انسان پر لازم ہے کہ وہ یہ بات جان لے کہ اس بارے دوسروں کی سستی سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا جیسا کہ حضرت بدیع الزمان سعید نورسی اپنے نفس سے فرماتے ہیں: "اگر تم دوسروں کی معیت اور تمہارے ساتھ مبتلوس میں شرکت سے تسلی کی خواہش رکھتے ہو تو قبر کے بعد آنے والے زمانے میں یہ ایک قطعی بے بنیاد وہم ہے۔" اس لئے لوگوں کا حرام کھانا، حرام دیکھنا اس کے بارے میں بات کرنا اور اس بارے میں زیادہ بولنا، اگرچہ بظاہر ایک طرح کی تسلی اور سہارا محسوس ہوتا ہے مگر یہ آخرت میں انسان کو کچھ فائدہ نہ دے گا کیونکہ انسان کا دنیا میں کسی کی مصیبت میں شرکت سے آخرت کی مصیبت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ پس مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اچھی طرح حساب لگائے کہ وہ لقمہ کہاں سے آتا ہے جو وہ اپنے منہ میں رکھتا ہے اور وہ کہاں جائے گا اور اس کا انجام کیا ہوگا۔

یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اس بارے انسان کی غفلت اور زندگی میں اس کی پرواہ نہ کرنے کا آخرت میں برا نتیجہ ہے کیونکہ وہاں انسان سے جو کے ایک دانے کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا بلکہ قرآن کریم کہتا ہے: فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (الزلزال ۷/۸) جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا) اس لئے اس بارے میں ایک ذرے کے

وزن کا بھی خیال رکھا ہے۔ اسی بنا پر جس طرح ذرہ بھر نیکی کرنے والے کو ثواب ملے گا، اسی طرح ذرہ بھر برائی کرنے والے کو اس کی سزا بھی ملے گی۔ جی ہاں، قیامت کے دن اس ایک ایک لفظ کا حساب لیا جائے گا جو اس نے کہا یا سنا ہوگا، جو منظر اس نے دیکھا ہوگا اور ہر لقمے اور گھونٹ کا حساب ہوگا جو اس کے معدے میں پہنچا ہوگا۔۔ اس لئے اگر انسان دنیا میں باریک بینی کے ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرے گا تو قیامت میں شدت سے اس کا حساب ہوگا۔ اسے وہاں چڑھائی پر چڑھا چڑھا کر تھکایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ اس لئے جو لوگ حلال حرام کے بارے میں احساس گم کر بیٹھتے ہیں وہ نئے سرے سے اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے کھانے، پینے، کمائی اور اخراجات کے بارے میں اپنے نفس کا محاسبہ کریں۔

اس موقع پر یہ عرض کروں گا کہ اس بارے میں لاپرواہی اور عدم احساس کا شکار لوگوں کی سستی سے ہمارے اندر بدشگونی پیدا نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس بارے میں پہل کرنے والے لوگ تقویٰ کی مہار تھام کر اپنی زندگی گزارنے پر آ جائیں تو ان کی یہ حالت ان کے ماحول میں موجوں کی طرح پھیل جائے گی اور بے شک سارا معاشرہ رفتہ رفتہ اس سوچ کو قبول کر لے گا بشرطیکہ ہم اللہ کی جانب سفر کا آغاز خود اپنی ذات سے کریں اور اس بات کی نیت، عزم اور پختہ ارادہ کر لیں کہ ہم چیزوں میں فرق کریں گے، یعنی اچھے کو برے سے، خوبصورت کو بدصورت سے اور حلال کو حرام سے، سوچ، غور و فکر اور وسیع گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر الگ الگ کریں گے۔

روزی کا طلب گار بننا ضروری ہے

روزی فضل خداوندی ہے اس لئے اللہ کے فضل کو تلاش کرنا عین سعادت مندی ہے۔ مگر اللہ کو چھوڑ کر مال و دولت کے حصول کا غلام بن جانا سب سے بڑی بدقسمتی اور ذلت ہے۔ لہٰذا حلال روزی کمانا انسان پر فرض عین ہے مگر ایسے درویش اور فقرا جو حالت جذب میں ہوں یا فنا فی اللہ کے مقام پر ہوں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ انہیں اللہ خود رزق پہنچاتا ہے۔ یا اللہ کوئی ان کا ایسا وسیلہ بنا دیتا ہے جس سے وہ دنیاوی دھندوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ انسانی

معیشت فضل خداوندی کی مرہون منت ہے۔ کیونکہ معاش کے تمام ذرائع جن سے کسب حلال میسر آتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔زمین کے چھپے ہوئے معدنی خزانے یعنی تیل کوئلہ لوہا چاندی سونا اور لاتعداد عناصر جن سے انسانی زندگی مستفید ہوتی ہے اللہ کے پیدا کردہ ہیں۔خشکی تری سمندر اور اس کے نادر جواہرات اللہ ہی کی تخلیق ہیں۔سورج کی گرمی لہلاتی ہوئی نباتات بہتے ہوئے دریا چھما چھم برستی ہوئی بارش جس سے انسانی کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں پہاڑوں کے چھپے ہوئے نادر خزانے گویا کہ کائنات کی ہر چیز جس سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے سب کے سب اللہ ہی کے پیدا کردہ ہیں اور پھر اس نظام کائنات کو اس طرح اللہ نے مربوط کیا ہے کہ جس سے انسان فائدہ اٹھائے اور پھر حضرت انسان کو عقل دی ہے تاکہ اس سے ارض وسما کی اشیا کو اپنے استعمال میں لا سکے۔

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ۔"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین میں سب کچھ پیدا کیا ہے۔"(البقرہ ۲۹)اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ زمین کی سطح کے اوپر یا زمین کے اندر جتنے بھی خزانے ہیں جن سے انسان اپنے لئے روزی پیدا کرسکتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اور انسان کے لئے بنائے ہیں۔اسی طرح هو الله الذی سخر لکم البحر لتجری الفلك فیه بامرہ ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون۔"اور وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے لئے مسخر کردیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔"(پارہ۲۵ 25 الجاثیہ ۱۲)

ارض وسما میں مختلف اشیا کا تخلیق کرنا اور مادی اسباب کا پیدا کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ نے رزق پھیلا دیا ہے جسے محنت سے تصرف میں لانا انسان کی کوشش پر چھوڑ دیا گیا ہے اس سے پتہ چلا حلال روزی کے لئے جدو جہد کرنا انسان کے لئے لازم ٹھہرا ہے۔ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله واذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحون ۞ پھر جب نماز پوری ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔"(سورۃ جمعہ آیت ۱۰)

اس حکم خداوندی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک کھانے والے فرد کے لئے حکم ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر روزی کی تلاش میں لگ جائے اگرچہ آیت بالا کا حکم نماز جمعہ کے بعد کا ہے لیکن اس آیت سے روزی کمانے اور کسب حلال کا عام اصول اخذ کیا جاتا ہے اور یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ رزق حلال کمانے سے قبل صلوٰۃ کا قائم کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ نماز سے انسان میں بے شمار خوبیاں پیدا ہوتی ہیں اور صالح طبیعت رزق کمانے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔نماز سے یہ بھی اثر پڑتا ہے کہ انسان یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتا۔لطف اسی بات میں ہے کہ انسان روزی بھی کمائے اور یادِ الٰہی بھی جاری رکھے۔یاد رہے کہ انسانی بنیادی ضروریات رہائش لباس خوراک تعلیم اور سامان زیست جائز حد تک حاصل کرنے کے لئے مال و دولت درکار ہوتا ہے جسے حاصل کرنا عین ثواب اور اطاعت الٰہی ہے۔اس لئے کسب حلال کے لئے جائز کوشش اور دوڑ دھوپ کرنا عین اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔

بعض فقرا اور صوفیا کا خیال ہے کہ قرب قیامت رزق حلال کا ملنا ناپید ہوجائے گا اور جس کے پیٹ میں لقمہ حلال جائے گا۔اس کا شمار اولیا میں ہوگا۔یہ بات درست ہے کہ جب برائی پورے عروج پر ہو ماحول فاجرانہ اور فاسقانہ بن جائے۔نفسا نفسی کا عالم ہوگیا ہو طمع اور لالچ کے روپ میں شیطان پوری طرح پنجے گاڑ چکا ہو تو انسان کے لئے حلال روزی کمانا ایک مسئلہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جس کسب معاش کی طرف جاتا ہے اس میں تھوڑی بہت بے ایمانی کی آمیزش ضرور نظر آتی ہے۔مگر افراتفری کے عالم میں اللہ کی خاص رحمت ہی سے پاک روزی حاصل ہوسکتی ہے اس لئے ناگوار حالات میں اللہ کے خاص بندے اس سے پاک روزی حاصل کرنے کی دعا مانگتے رہتے ہیں تو ان مانگنے والوں کے لئے اللہ ایسے حالات پیدا کردیتا ہے جس سے وہ حلال روزی کما لیتے ہیں اور ایسا ہونا اللہ کی خاص رحمت اور مدد کے بغیر ممکن نہیں۔

یہ حقیقت تو تسلیم شدہ ہے کہ اسلام میں رہبانیت نہیں اور نہ ہی کسی عاقل بالغ قوی اور جری

مرد کے شایانِ شان ہے کہ وہ کسب حلال کو ترک کر کے جنگلوں کی راہ لے مگر صوفیا اور فقرا پر ایک منزل ایسی ضرور آتی ہے جس وقت ان پر عشق الٰہی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ جذب و مستی میں اتنا آگے پہنچ جاتے ہیں کہ وہ دنیا کے دھندوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اس حالت میں ان پر کسب حلال کی فرضیت عائد نہیں رہتی۔ مگر پھر جب ان سے یہ دور ختم ہو جاتا ہے۔ تو وہ دنیا میں آ کر کچھ نہ کچھ اپنے روزگار کا سلسلہ اختیار کر لیتے ہیں۔ بڑھاپے میں جب انسان کسب معاش کے قابل نہیں رہتا یا ایسے علمائے حق جنہوں نے اپنی زندگیاں دین اسلام کی خدمت ہی کے لئے وقف کی ہوئی ہوں اگر وہ کوئی روزگار نہ بھی کریں تو ان کے ذمے فرض کی کوتاہی نہ ہو گی بلکہ اہل ثروت اور حکومت کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کے روزگار کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دیں۔ تاکہ وہ پریشانی کا شکار نہ ہوں۔ اس حقیقت کے برعکس ایک اور رسم جو چل نکلتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کام چور ہوتے ہیں جن کا دل محنت مشقت پر نہیں لگتا اور وہ طاقت خرچ ہونے والے کام سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ آسان ذریعہ ڈھونڈ لیتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر نام نہاد ملنگ یا درویش بن جاتے ہیں اور ایسے گروہوں میں شامل ہو جاتے ہیں جو شعبدہ بازی پر گزارہ کرتے ہیں۔ میلوں ٹھیلوں پر ایسے لوگوں کا مستقبل ٹھکانا ہوتا ہے وہ لوگ تندرست بھی ہوتے ہیں۔ مگر کام نہیں کرتے کئی ایک برائیوں میں ملوث ہوتے ہیں ایسا کرنا خلاف شرع ہے کہ انسان جسم میں روزی کمانے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر کسب معاش نہ کرے۔

بعض لوگ کسب معاش ترک کر کے خانقاہوں یا مساجد میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں تعویز گنڈوں کی کمائی کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے نیک ولی اللہ ایسا نہیں کرتے بلکہ ایسے لوگوں سے بچو تاکہ وہ کہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ یہ سڑکوں پر فال نکالنے والے، قسمت بدلنے کے دعویدار سب مکاری ہے۔

مختصر کہ افضل ترین نظریہ یہی ہے کہ خود حلال کمائی کی جائے اور اس سے اپنی جائز ضروریات کو پورا کیا جائے۔ کیونکہ یہی فقراء حق کا معمول رہا ہے شرع اسلامی بھی ہر مسلمان سے یہی

تقاضا کرتی ہے۔ کہ وہ نہ دنیا کی کمائی میں اتنا مگن ہو جائے کہ آخرت کو بھول جائے اور نہ بالکل کسب حلال کو ترک کر کے اپنے ظاہر کو خراب کرے چنانچہ ہر عاقل بالغ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حلال ذرائع معاش اختیار کرے۔

بہترین کسب معاش ہاتھ کی کمائی ہے: ہاتھ کی کمائی رزق حلال حاصل کرنے کا سب سے اعلیٰ اور بلند ذریعہ ہے اور اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔

”حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی نے اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور بیشک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھایا کرتے تھے۔“ (بخاری)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! (ﷺ) کونسا ذریعہ معاش پاکیزہ ہے؟ فرمایا کہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت۔ (مسند احمد)

پیشے اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ کسی میں ہاتھ کی محنت زیادہ درکار ہے اور کسی میں جسم کے دوسرے اعضاء یعنی دماغ آنکھ پاؤں وغیرہ کی قوت صرف ہوتی ہے۔ تو ایسے سارے پیشے جس میں محنت اور مشقت صرف ہو وہ ہاتھ کی کمائی میں شمار کیے جاتے ہیں اور ایسی کمائی اس کمائی سے افضل ہے جو بیٹھے بیٹھائے بغیر محنت کے حاصل ہو کیونکہ جو مال انسان کو محنت کے بغیر مل جاتا ہے انسان اس کی قدر نہیں پاتا اور خرچ کرتے وقت اسے ایسے کاموں پر خرچ کر ڈالتا ہے جن کا شمار اسراف میں ہوتا ہے اس کے برعکس اپنے ہاتھوں سے محنت کی کمائی کو خرچ کرتے وقت انسان کو بڑا احساس اور درد ہوتا ہے کہ اسے از حد ضرورت کے کاموں پر خرچ کیا جائے چونکہ مال بڑی تکلیف اور مشقت اٹھا کر حاصل ہوتا ہے۔ اس احساس کے پیش نظر اللہ نے اسے افضل قرار دیا ہے۔ ہاتھ کی کمائی کے بعض کام ایسے ہیں جنہیں دوسرے لوگ حقیر اور ذلیل تصور کرتے ہیں اور ایسا پیشہ اختیار کرنے سے نفرت کی جاتی ہے مثلاً ہاتھ سے جوتیاں بنانا کپڑوں کی

سلائی کرنا تنور میں روٹیاں لگانا عمارتی کام میں اینٹیں اٹھانا سر پر ریت سیمنٹ اٹھانا راجگیری کرنا لکڑی کا کام کرنا سر پر اشیاء اٹھا کر گلی کوچوں میں فروخت کرنا اپنے ہاتھوں سے لوگوں کے کپڑے دھونا کھیتوں میں زراعت کا کام کرنا لوہار کا کام نائی کا کام وغیرہ حتیٰ کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے کام ایسے ہیں جنہیں مال دار لوگ اختیار کرنا پسند نہیں کرتے لیکن ہر وہ کام جس میں محنت درکار ہو اس سے نفرت کرنے سے منع کرتا ہے کیونکہ کسی پیشے کو حقیر جاننا کم عقلی اور بیوقوفی ہے۔ لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان سے صرف یہ خیال نہ کریں کہ ہاتھ کے علاوہ کسی اور طرح سے جو کمائی حاصل ہو وہ حلال نہیں۔ بلکہ جو مال بھی اپنے جسم کی قوت صرف کر کے کمایا جائے گا۔ وہی حلال ہاتھ کی کمائی کی طرح ہے۔ اس لئے سکولوں کالجوں میں پڑھانے والے اساتذہ کی تنخواہیں دفتری اہل کاروں کی تنخواہیں طبیبوں اور ڈاکٹری کی کمائی ہاتھ کی کمائی جیسا ہی درجہ رکھتی ہیں۔ ایسے ہی تجارت سے جائز نفع کمانا حلال کے زمرے میں شامل ہے۔

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے کتابت کی کمائی کو رزقِ حلال قرار دیا ہے "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کتابت قرآن مجید کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ الفاظ کی صورتیں بناتے ہیں اور بے شک وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے ہیں۔

رزق حلال کی برکات

رزق حلال کمانے اور کھانے میں بہت برکت ہے اس کے بارے میں فرمان رسول اللہ ﷺ حسب ذیل ہے: رزق حلال سے انسان مستجاب الدعوات بن جاتا ہے اس کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرما دیجئے۔ کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے، یعنی دعا قبول فرما لیا کرے آپ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! حلال کی کمائی کھاؤ! تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے، یعنی تمہاری دعا قبول ہو گی۔ خدا کی قسم جب بندہ حرام کا لقمہ پیٹ میں ڈالتا ہے، تو چالیس روز تک اس کا عمل قبول نہیں کیا جاتا اور جس

بندہ کا گوشت حرام سے پلا ہوا ہو تو جہنم کی آگ اس کے بہت لائق ہے۔" (ترغیب)

حلال کی کمائی کھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت پر چلنا اور لوگوں کو ایذا رسانی سے بچانا جنت میں لے جانے والے اعمال سے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے پاکیزہ کمائی کھائی اور سنت کے مطابق کام کیا اور لوگوں کو اپنی ایذا رسانی سے امن میں رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی، ترغیب)

پاکیزہ روزی کھانے والے کو دنیا سے جانے کا کوئی فکر نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں یہ چار باتیں موجود ہوں گی تو دنیا کے چھوٹ جانے سے کوئی حرج نہیں ہے، امانت کی حفاظت بات کی سچائی اور سچ گوئی اچھی عادت اور کھانے پینے میں پاکیزگی یعنی پاکیزہ روزی۔" (احمد)

رزق حلال کا استعمال انسان میں اخلاق حسنہ پیدا کرتا ہے۔ حلال روزی لڑکے لڑکیوں کو شرم و حیاء کے انمول موتی بنا دیتی ہے۔ ان کی آنکھوں میں شرم، چال میں شرافت اور سوچ میں تدبر ہوتا ہے نیک اور شریف انسان ہمیشہ انسانوں کا ہمدرد مہمان نواز بڑوں کا مؤدب اور بچوں اور چھوٹوں پر شفقت کا ہاتھ رکھنے والا ہوگا۔ گویا رزق حلال انسان کو دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے اور معاشرے میں حقیقی عزت کا باعث بنتا ہے۔

رزق حلال کا سب سے بڑا ثمر آخرت میں کامیابی ہے۔ قیامت میں وہ انبیاء صدیقین شہداء صوفیاء اولیاء اور فقرائے حق کے گروہ میں اٹھایا جائے گا۔ کیونکہ رزقِ حلال صرف وہی شخص کھاتا ہے جو انبیاء اور بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ قیامت کے دن ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ وہ خالق حقیقی سے اس روز حلال روزی کے کمانے کے سلسلہ کی وجہ سے دنیا میں مصائب برداشت کرنے کا انعام پائیں گے جنت میں داخل کئے جائیں گے اور یہ سب کچھ انہیں دنیا میں حلال و حرام کی تمیز کرنے اور حلال روزی کما کر کھانے کی بدولت ہی حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حلال روزی کمانے اور کھانے کی توفیق دے۔ آمین۔